89/131

۲۷ / ۵ / رمضان
۵ / ۶ / ھ

استفتاء

راشد

55

باسمہ تعالیٰ

کیا فرماتے ہیں علماء دین متین مذکورہ مسئلے کے بارے میں:
گزارش ہے ارسال کردہ پمفلٹ ہمارے ہاں تقسیم ہوا اور اسکی اشاعت کی ترغیب دی گئی۔ دریافت ① یہ کرنا ہے کہ اس میں جن روایات کی (دو مظلوم کی کہانی) بناء پر یزید کو خلیفۂ راشد اور دعائے رحمت کا مستحق ثابت کیا گیا ہے اور طعن کرنے والوں کو خواہ وہ اکابرین میں سے ہوں غلطی پر کہا گیا ہے ان کا علمی جائزہ کیا ہے؟ ② اور جو روایات فسقِ یزید پر دلالت کرتی ہیں ان کے مذکورہ جوابات کس حد تک درست ہیں؟ نیز ③ یزید کے فسق پر جمہور کے متفقہ فیصلے کے بعد اگر کوئی شخص یزید کے نام کے ساتھ رحمۃ اللہ کہتا ہے چاہے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شان میں گستاخی بھی نہ کرے تو ایسے شخص کا کیا حکم ہے؟ برائے مہربانی تفصیل سے ملاحظہ فرما کر تفصیلی مدلل جواب عنایت فرمائیں۔ جزاکم اللہ خیرا

بینوا توجروا۔

المستفتی محمد عدنان کاشف بن عمر فاروق
مدرسہ عربیہ تبلیغی مرکز رائے ونڈ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب حامداً ومصلیاً

موجودہ زمانے میں اس جیسے مسائل میں اپنا قیمتی وقت اور اپنی صلاحیتیں خرچ کرنے کے بجائے ہر شخص کو اپنے ایمان واعمال اور امت مسلمہ کی اصلاح اور عملی کوشش کرنی چاہیئے۔
یزید کے صالح یا فاسق، ظالم یا مظلوم ہونے کی تحقیق شرعاً ضروری نہیں ہے۔ اللہ رب العزت کا ارشاد ہے:

تلک امۃ قد خلت لہا ما کسبت ولکم ما کسبتم ولا تسئلون عما کانوا یعملون (البقرۃ: ۱۳۴)

اور فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

"من حسن اسلام المرء ترکہ ما لا یعنیہ" (سنن الترمذی: ۲/۵۵، قدیمی)

لہٰذا ان بحثوں سے اجتناب کرنا چاہیئے۔

چنانچہ! اجمالی طور پر یزید کے بارے میں اہلسنت والجماعت کا موقف جان لینا ہی کافی ہے، اور وہ یہ ہے کہ وہ مسلمان تھا، تابعی تھا اسی لیے محقق علماء کرام نے اس پر لعنت کرنے کو ناجائز قرار دیا ہے۔ اور یہ کہنا بھی درست نہیں ہے کہ قیامت والے دن اس کی مغفرت

نہیں ہوگی، البتہ اس نے اپنے عہد میں جو ناجائز و خلاف شرع کام کئے ان افعال کو ناجائز کہا جائیگا۔ اور اس کے معاملہ کو اللہ کے سپرد کیا جائے گا، اللہ سے وہ چاہے تو تو اس کو معاف کردے اور چاہے تو اس کو سزا دے، ہمارے پاس کوئی پیمانہ یا کسوٹی اور ذریعہ ایسا نہیں ہے کہ دنیا میں ہی اس کے مغفورلہ یا معذّب ہونے کا فیصلہ کرسکیں اعتدال کی راہ کو اپنا نا ہی نجات کا راستہ ہے، جیساکہ علامہ محمد یوسف بنوری صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا۔

قال ابن الصلاح: في يزيد ثلاث فرق. فرقة تحبه وفرقة تسبه،

وفرقة متوسطة لا تتولاه ولا تلعنه قال: وهذه الفرقة هي المصيبة.

(معارف السنن: ابواب الحج، ٦/ ٨، سعيد)

اور اسی طرح اور زیادہ وضاحت سے علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اہلسنت والجماعت کے مسلک اعتدال کی ترجمانی کی ہے۔

الناس في يزيد طرفان ووسط: قوم يعتقدون أنه من الصحابة

أو من الخلفاء الراشدين المهديين أو من الأنبياء وهذا

كله باطل، وقوم يعتقدون أنه كافر منافق في الباطن و

كلا القولين باطل، يعلم بطلانه كل عاقل، فان الرجل ملك

من ملوك المسلمين وخليفة من خلفاء الملوك لا هذا ولا هذا اهـ

(منهاج السنة لابن تيمية، ٢/ ٣٢١، مكتبة الرياض الحديثة)

ان روایات سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اہل حق کا مسلک اس افراط و تفریط کے درمیان ہے اور اسی اعتدال پر قائم رہنا چاہیئے۔

البتہ یزید کے بارے میں رحمت کی دعا بایں معنی درست ہے کہ ہر مسلمان کے لیے رحمت اور مغفرت کی دعا کرنا جائز ہے بلکہ گنہگار تو اس کا زیادہ مستحق ہے۔

وهنالك قول ثالث وهو التوقف في ذلك

وتفويض أمره إلى الله تعالى لأنه العالم بالخفيات والمطلع

على مكنونات الضمائر وهو اجبس السرائر۔

(إتحاف السادة المتقين، كتاب آفات اللسان، ٩/ ٢٠٥، دار الكتب العلمية)

وقد مال إلى التوقف جماعة من العلماء العاملين

وقالوا: الإشتغال بذكر الله تعالى أولى من الإشتغال بلعنه

وهو اشتغال بما لا يعنيه، وقد قال رسول الله صلى الله عليه وسلم:

من حسن إسلام المرء ترکه مالا یعنیه۔

(إتحاف السادة المتقین۔ کتاب آفات اللسان: ۹/ ۲۰۶ دار الکتب العلمیه)

چنانچه امام حجة الاسلام امام غزالی رحمة الله علیه و دیگر علماء شافعیه واکثر علمای حنفیه

وجماعتے از علماء کرام نزد آنها هر دو روایت متعارض شدند و ترجیح یکطرف بر دیگر حاصل نشد بنا بر احتیاط توقف

نموده‌اند چنین است واجب بر علماء عند التعارض در هر قول ابی حنیفة آرے در طعن شمر و ابن زیاد کر رضا و استبشار

آنها باین قتل شنیع قطعی است من غیر تعارض هیچکس را دران توقف نیست۔

(فتاوی عزیزی (فارسی) وجه تکفیر از سب شیخین ص۱۰۳، رحیمیة دیوبند) فقط

والله تعالیٰ أعلم بالصواب

کتبه: محمد راشد ڈسکوی

المتخصص في الفقه الإسلامي

بالجامعة الفاروقیه بکراتشي

۶ / ۶ / ۱۴۳۰ھ

الجواب صحیح

محمد یوسف أفغانی

۷/۶/۳۰ھ

الجواب صحیح

[illegible] عفی عنه

۸/۶/۱۴۳۰ھ

Scanned by CamScanner